RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

”نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری“ کے منہج واسلوب کا تجزیاتی جائزہ

Method and Style of Naimat ul Bari Sharhe Sahih Bukhari

AUTHORS

1. *Abbas Ali, Ph.D Scholar, Islamic Studies, Gift University, Gujranwala.*
   Email: abbasali711@yahoo.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0003-1426-3728
2. *Dr. Muhammad Akram Virk, Associate Professor, Islamic Studies, Gift University, Gujranwala.*
   Email: drmakramvirk@yahoo.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-2875-3843

How to Cite: Ali, Abbas, and Dr. Muhammad Akram Wirk. 2021. “نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری کے منہج واسلوب کا تجزیاتی جائزہ: Method and Style of Naimat Ul Bari Sharhe Sahih Bukhari”. *Rahatulquloob* 5 (1), 25-42. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/321.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/321
Vol. 5, No.1 || January–June 2021 || URDU-P. 25-42
Published online: 04-01-2021

QR. Code

"نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری" کے منہج و اسلوب کا تجزیاتی جائزہ

Method and Style of Naimat ul Bari Sharhe Sahih Bukhari

[1]عباس علی، [2]محمد اکرم ورک

ABSTRACT:

Allah has created so many personalities in every era who took the responsibility to lead the Muslim Ummah wholeheartedly. Allama Ghulam saeedi is one of them. Whose all writings are consist of scientific discussions and they are according to the principles of latest and modern research. It becomes very clear from the pattern and style of Naimat ul Bari fi Sharhe Sahih Bukhari that his writing is not only comprehensible and very simple but also holds lot of scientific topics between the lines. It is the quality of his style that he presents lot of arguments on every topic before the reader that the reader finds no doubt and further quest and inquiry of any type. He has adopted a researching style. His described references are so complete and accurate that a reader can get very easy access to their origins. The abundance of references used by him reveals his vast study and keen interest in study the origins. It is his specialty to keep an eye on originalsand read between the lines. This thing defines the place of a researcher in the literary world. His references are in abundance, verified and trustworthy which covers the knowledge of ancient and modern science.This book is extremely distinguished as for as the method and style are concerned.

Keywords: Naimat ul Bari fi Sharhe Sahih Bukhari, method, Style, Allama Ghulam saeedi, modern science.

علامہ غلام رسول سعیدیؒ دنیائے علم کا ایک معزز اور معتبر نام ہے، علامہ سعیدیؒ نے اپنی خداداد صلاحیت، قابلیت، محنت، دین سے والہانہ لگن کے ساتھ ساتھ، علم کی دنیا میں اپنا منفرد و ممتاز مقام بنایا، اہل علم و دانش کے ہاں انہیں جو عزت و سرفرازی اور سربلندی حاصل ہوئی، وہ بجا طور پر ان کا حق ہے۔ ان کے مضامین اور تصانیف کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ان کا قلم و قرطاس سے فطری رشتہ تھا، جو لکھا کمال لکھا اور قاری کو وہم و ظن سے نکال کر ایقان اور اطمینان کی منزل پر پہنچایا۔ ان کی تصانیف میں جو تحقیق اور تفصیل ملتی ہے، وہ ان کے فنِ تفسیر، حدیث اور فقہ میں ثقہ ہونے کی غمازی کرتی ہے۔ علمی کام میں ان کے اصولِ استنباط، طرزِ استدلال، عالمانہ استنتاج، صوفیانہ نکات، ادیبانہ عبارات، نقد و جرح، دلائل کی فراوانی اور حوالوں کی کثرت ان کی پختگی و ثقاہت کی عکاسی کرتی ہے۔ جدید مسائل سے آگاہی، مصادر تک رسائی، گفتگو پر دسترس ان کی بلند فکری، وسعت علمی اور عمیق مطالعہ کی آئینہ دار ہے، نیز ان کی ہر تصنیف الفاظ کی فصاحت اور عبارات کی حلاوت سے لبریز ہے، ان کی جملہ تصانیف امتِ مسلمہ کے لئے علوم و معارف کا خزینہ ہیں، جن میں ہر تشنہ کام کی تسکین کا سامان ہے، متلاشیانِ حق ان سے راہنمائی لیتے رہیں گے ۔ "نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو اپنے اندر بہت سی خصوصیات اور امتیازات لیے ہوئے ہے، علمی دنیا میں نمایاں مقام کی حامل اس منفرد تصنیف کے منہج واسلوب کا ذیل میں مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

لفظ منہج مسلک، راستہ، طریقہ، مذہب اور اصول سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، اصطلاح میں اس سے مراد وہ اصول، طریقہ یا قواعد ہیں جنہیں کوئی مصنف اپنے علمی کام کے دوران استعمال کرتا ہے یا ملحوظ خاطر رکھتا ہے [1]۔ اہل علم کے ہاں کسی تحقیق میں اختیار کردہ منہج کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک خارجی اور دوسرا داخلی، خارجی منہج میں کتاب کی ساخت، بناوٹ، خدوخال، خاصیت وامتیاز، غرض وافادیت اور مجموعی تاثر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جبکہ داخلی منہج کا تعلق کتاب کے متن سے ہے۔

"نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" سولہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی سات جلدیں "نعمۃ الباری" کے نام سے فرید بک سٹال لاہور نے شائع کیں جبکہ باقی نو جلدیں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی نے "نعم الباری" کے نام سے شائع کی ہیں۔ علامہ سعیدیؒ نے 18 جنوری 2006ء کو اس شرح کی تالیف کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل یکم مئی 2014 کو ہوئی، ہر جلد کے آغاز میں تقریباً 50 صفحات پر مشتمل اس کی فہرست ہوتی ہے، اس کے بعد ایک صفحہ پر مشتمل خطبۃ الکتاب ہے جو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے۔ پہلی جلد کے آغاز میں کتاب کا مقدمہ تقریباً ۷۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ حدیث کی ضرورت، حجیت وتدوین، کتب حدیث، ارباب حدیث، غیر صحیح کی تحقیق، متن اور سند کے احکام، حدیث ضعیف، حدیث موضوع اوراحادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل کے بارے میں ہے، جبکہ دوسرے حصہ میں امام بخاری کی سوانح، صحیح بخاری کا تعارف، سبب تالیف، وجہ تسمیہ، مقبولیت، شرائط، تعلیقات، مکررات، تقطیعات، مرویات، تراجم ابواب، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ، تسامحات بخاری، سند ومتن، استنباط مسائل، فتح الباری اور عمدۃ القاری کا موازنہ، دیو بندی مکتبِ فکر کی طرف سے کی جانے والی صحیح بخاری کی شروح اور علمائے اہل سنت کی طرف سے کی جانے والی شروحات کا تعارف کروایا گیا ہے۔ ہر جلد کے آخر میں مآخذ ومراجع کی مفصّل فہرست اور ہر فن کی کتاب کو موضوع کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً کتب احادیث، کتب تفاسیر، کتب احادیث اور شروح احادیث، کتب اصول احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب لغت، کتب تاریخ، کتب سیرت وفضائل، کتب فقہ حنفی، کتب فقہ شافعی، کتب فقہ مالکی، کتب فقہ حنبلی، کتب شیعہ، کتب عقائد وکلام اور کتب متفرقات شامل ہیں۔ ان کی ترتیب میں مصنفین کی سنین وفات کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ ہر جلد کے اختتام پر اس کی ڈائری بھی تحریر کی گئی ہے۔ اس ڈائری کی مدد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جلد کو لکھنے کا دورانیہ کیا تھا اور اس دوران آپ کے کام کی رفتار کیا رہی۔ اس ڈائری کو لکھنے میں آپ کا انداز یہ ہے کہ متعلقہ جلد کے آغاز کی عیسوی اور پھر ہجری تقویم درج کرتے ہیں، دن اور تاریخ کے اندراج کے علاوہ آپ ہر ماہ کے اندر جس قدر تحقیقی کام مکمل ہوا ہو اس کا ذکر بھی کرتے ہیں ہر جلد کی ڈائری پر نظر ڈالنے سے علامہ سعیدیؒ کے کام کی رفتار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

داخلی منہج کا تعلق کتاب کے مواد سے ہوتا ہے۔ مصنّف دوران تحریر کچھ طریقے، قواعد اوراصول اپناتا ہے جن کی ابتدا سے آخر تک پیروی کرتا ہے۔ نعمۃ الباری کے داخلی منہج کا حسبِ ذیل نکات کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

1۔ عنوان کتاب کی شرح

کتاب مسائل کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو بہ منزلہ جنس ہو اور اس کے تحت کئی انواع اور اصناف درج ہوں، جیسے "کتاب الطہارت" اس میں وضوء، غسل اور تیمّم کے ابواب مذکور ہوتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت ایک ہی جنس اور نوع کے

مسائل کو شرح و بسط کے ساتھ درج کیا ہے، پھر ہر کتاب کے تحت کئی اور کتب کو ذکر کیا ہے۔ علامہ سعیدیؒ سب سے پہلے کتاب کے عنوان کی شرح کرتے ہیں، مثلاً "کتاب العلم" میں علم کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علم جہل کی ضد ہے، علم کا معنیٰ ہے جاننا، یعنی ذہن میں کسی چیز کا منکشف ہو جانا، متکلمین کے نزدیک علم کی تعریف یہ ہے کہ یہ صفت جس چیز کے ساتھ قائم ہو اس کے نزدیک ذکر کردہ چیز منکشِف ہو جائے، فلاسفہ حالتِ ادراکیہ کو علم کہتے ہیں، علمِ ادراک کلیات کے ساتھ خاص ہے اور معرفت ادراک الجزئیات کے ساتھ خاص ہے، عقل سے جو چیز معلوم ہو اس کو علم کہتے ہیں اور حواس سے جو چیز معلوم ہو اس کو شعور کہتے ہیں حصولِ علم کے تین زرائع ہیں، خبر صادق، حواسِ سلیمہ اور عقل[2]۔ بسا اوقات کتاب کی شرح کرنے میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ لغت کی کتب سے اس کی وضاحت کرتے ہیں مثلاً "کتاب الشھادات" میں شہادت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ "الصحاح" کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ شہادت کا معنیٰ ہے خبر قاطع یعنی ایسی چیز کی خبر دینا جس کا ثبوت اور تحقیق یقینی ہو اور "مشاھدہ" کا معنیٰ ہے معائنہ یعنی اس چیز کی خبر دینا جس کو آنکھ سے دیکھا ہو اور "شاھد" کا معنیٰ ہے حاضر یعنی جو واقعہ کی شہادت دے رہا ہے وہ اس پر حاضر تھا[3]۔ اسی طرح علامہ سعیدیؒ نے "کتاب النفقات" میں لفظ نفقہ کے لغوی معنیٰ کی تفصیل کو آپ نے کتاب العین از امام خلیل بن احمد الفراہیدی (م 711ھ)، مختار الصحاح از محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (م 660ھ) اور لغات القرآن از غلام احمد پرویز (1985ء) سے بیان کیا ہے۔[4] اس کے علاوہ کتاب میں موجود کسی لفظ کے لغوی معنیٰ کو قرآن و حدیث سے بھی بیان کرتے ہیں مثلاً "کتاب المساقات" میں لفظ "مساقاۃ" کے معنیٰ کی وضاحت میں آپ نے قرآنی آیات کو بیان کیا ہے۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں مساقاۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَنضُودٍ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ[5] بے کانٹوں کی بیریوں میں، اور کیلے کے گچھوں میں، اور ہمیشہ کے سائے میں، اور ہمیشہ جاری پانی میں، اور کثرت سے پھل۔ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ[6] تو بھلا بتاؤ جو بوتے ہو، کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو، یا ہم بنانے والے ہیں، ہم چاہیں تو اسے روند دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ اسی طرح لفظ نفقہ کو سات آیات سے بھی بیان کیا۔ اسی طرح نفقہ کے متعلق احادیث اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے محامل، مصارف اور خرچ کرنے کی فضیلت میں آپ نے چالیس (40) احادیث مع حوالہ بیان فرمائی ہیں۔ کتاب النفقات میں نفقات کی تفصیل میں آپ نے تقریباً پچیس (25) صفحات لکھے ہیں۔[7] علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ عنوان کتاب کی شرح میں قرآن وحدیث کے علاوہ دیگر شروحاتِ حدیث کے حوالہ جات بھی بیان کرتے ہیں اور اس کے مطابق ائمہ فقہاء کی تصریحات کو بھی پیش کرتے ہیں۔ جو عنوانات احکام سے متعلق ہیں، ان کی شرح کرتے ہوئے آپ نے مختلف شارحینِ حدیث کے نقطہ نظر اور فکری آراء کو بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً "کتاب النکاح" میں آپ نے اس کے لغوی معنیٰ، نکاح کے متعلق احادیث، نکاح کے متعلق فقہاء کے اقوال، نکاح کا لفظ عقد میں حقیقت ہے اور معنیٰ میں مجاز ہے یا اس کے برعکس یا دونوں میں مشترک ہے اس پر فقہاء کے دلائل، عقد نکاح کے مصالح اور فوائد، فقہاء مذاہب کے نزدیک نکاح کی شرعی تعریفات، نکاح کا شرعی حکم اور نکاح کی فرضیت کے دلائل کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ تمام تر تفاصیل اور ابحاث تقریباً بارہ صفحات پر مشتمل ہیں۔[8] کتاب کے عنوان کی مفصّل شرح کرنے سے علامہ سعیدیؒ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس شے کے بارے میں احادیث اور احکامات بیان کئے جائیں اس کے حوالے سے پہلے ہی تفاصیل کو ذکر کر

دیا جائے تاکہ سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو۔

2۔ترجمۃ الباب کی شرح

"باب" مسائل کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو بہ منزلہ نوع ہے اور اس کے تحت کئی اصناف اور اشخاص مندرج ہوں، جیسے وضوء کے باب میں فرائض وضوء، سنن وضوء اور مستحبات وضوء کی فصول مذکور ہوتی ہیں، صحیح بخاری میں امام بخاریؒ روایات کو بیان کرنے سے پہلے باب قائم کرتے ہیں جسے "ترجمۃ الباب" کہتے ہیں، پھر اس کے تحت روایات ذکر کرتے ہیں، اس سے ان کا مطلوب مسائل اور احکامات کو اخذ کرنا ہوتا ہے۔ علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ خصوصیت کے ساتھ امام بخاریؒ کے بیان کردہ ابواب کی تفصیل باب کے عنوان کی مطابقت سے کرتے ہیں، کبھی یہ تشریح مختصر اور کبھی کئی صفحات پر مشتمل ہوتی ہے۔ آپ سب سے پہلے باب کا لغوی اور شرعی معنیٰ بیان کرتے ہیں، مثلاً باب کا عنوان ہے الخلع و کیف الطلاق فیه[9] خلع کا بیان اور خلع میں طلاق کس طرح ہوگی؟ علامہ سعیدیؒ نے خلع کا لغوی اور شرعی معنیٰ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، لکھتے ہیں کہ لفظ الخلع میں خاء پر پیش ہے اور لام پر جزم ہے، لغت میں اس کا معنیٰ ہے مال کے عوض بیوی کو چھوڑ دینا اور یہ خلع الثوب سے ماخوذ ہے، کیونکہ بیوی مرد کا معناً لباس ہے اور اس سے میاں اور بیوی کے درمیان حِسی اور معنوی تفرقہ ہو جاتا ہے۔[10] شرعی معنیٰ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اصطلاح شرع میں الخلع کا معنیٰ ہے معاوضہ وصول کر کے مرد کا اپنی بیوی سے فراق اور علیحدہ ہو جانا،[11] باب کے عنوان کی وضاحت میں علامہ سعیدیؒ شارحین حدیث کا موقف بھی لکھتے ہیں مثلاً باب کا عنوان ہے: الله اعلم بما كانوا عاملين "[12] اللہ تعالیٰ ہی اس کو جاننے والا ہے کہ مشرکین کے بچے کیا عمل کرنے والے تھے" علامہ سعیدیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن ملقّن کی تحقیق لکھتے ہیں کہ مشرکین کے نابالغ بچے اہل جنت میں سے ہیں، کیونکہ وہ فطرت پر پیدا ہوئے ہیں اور جس حدیث میں ہے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ کوئی عمل نہیں کریں گے اور وہ اس وقت کی طرف نہیں لوٹیں گے جس میں وہ عمل کریں اور یہی مختار ہے۔[13] اور اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (م852ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کفار کے نابالغ بچے اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں۔[14] باب کے لغوی اور شرعی معنیٰ بیان کرنے کے بعد بسا اوقات علامہ سعیدیؒ باب کی وضاحت میں قرآن کریم کی آیات بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر "کتاب الادب" کے تحت "باب البر والصلۃ" نیکی اور صلہ رحمی کا بیان، اس کی وضاحت میں آپ نے سورۂ عنکبوت، سورۂ احقاف اور سورۂ لقمان کی آیات کو بیان کیا ہے۔[15] باب کے عنوان کی تقویت اور اس کی تائید کے لیے آپ روایات کو پیش کرتے ہیں مثلاً باب الکلام فی الطواف طواف میں کلام کرنا، اس باب کی تائید میں آپ نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ہے مگر یہ کہ اللہ نے اس میں تمہارے لئے کلام کو جائز کر دیا، پس جو (اس میں) کلام کرے وہ خیر کے سوا کوئی کلام نہ کرے۔[16] اسی طرح باب ماجاء فی زمزم زمزم کا بیان، زمزم کی تفصیل میں علامہ سعیدیؒ نے تقریباً چھ روایات کو بیان کیا ہے۔[17] علامہ سعیدیؒ اکثر اوقات باب کی سابقہ باب کے ساتھ مناسبت کو بھی ذکر کر دیتے ہیں مثلاً صحیح بخاری کے باب:39 کا عنوان ہے فضل من استبرالدینہاس شخص کی فضیلت جو اپنے دین کو بچانے کے لئے مشتبہ چیزوں سے بَری ہوا، علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس باب کی باب سابق کے ساتھ مناسبت اس وجہ سے ہے کہ باب سابق میں ایمان کا ذکر ہے اور انسان کمال ایمان کی وجہ سے مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے۔[18] اگر

امام بخاریؒ کسی باب کا عنوان ذکر نہیں کرتے تو علامہ سعیدیؒ اس کی وجہ اور اس کی مناسبت کو بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ کا باب:11 ہے اور امام بخاریؒ نے اس کا کوئی عنوان قائم نہیں کیا ہے، علامہ سعیدی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس کا کوئی عنوان نہیں لکھا اور وہ جس باب کا عنوان نہ لکھیں وہ ابوابِ سابقہ کے ساتھ لاحق ہوتا ہے اور یہ باب دو وجہوں سے ابوابِ سابقہ کے مناسب ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ بابِ سابق میں یہ حدیث تھی کہ مدینہ بُرے لوگوں کا زنگ اتار دیتا ہے، اور اس باب میں یہ حدیث ہے کہ آپ نے اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا کی اور جن لوگوں کے دلوں کا زنگ اتر گیا ہو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے برکت کی دعا کی جائے، دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ نبی ﷺ کو اہل مدینہ کے ساتھ محبت تھی اس لئے مدینہ نے اہل مدینہ کے لوگوں کے دلوں کا زنگ اتارا تھا اور اسی محبت کا تقاضا تھا کہ آپ نے ان لوگوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[19] باب کے عنوان میں اگر کوئی اجنبی لفظ ہو تو آپ اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں مثلاً کتاب المغازی کے تحت باب:46 کا عنوان ہے بعث النبی ﷺ اسامۃ بن زید الی الحرقات من جھینۃ نبی ﷺ کا حضرت اسامہ بن زید کو قبیلہ جہینہ کے حرقات کی طرف بھیجنا، علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ الحرقات جہینہ کا ایک قبیلہ ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حرقہ کی جمع ہے، اس کا نام جہیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے، اس کا نام حرقہ اس لئے پڑ گیا کہ اس نے ایک قوم کو جلا ڈالا تھا۔[20]

3۔تعلیقات کی شرح

تعلیق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ابتدائے سند یعنی مصنّف کی جانب سے سند کا کچھ حصہ یا پوری سَند کو حذف کر دینا، اس کو تعلیق کہتے ہیں۔ اور اس حدیث کو معلق کہتے ہیں۔ تعلیقات کی شرح میں علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ امام بخاری کی بیان کردہ تعلیقات کو اصل روایت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کی مکمل تخریج بھی پیش کرتے ہیں، مثلاً باب تفریق الغسل والوضوء[21] "غسل اور وضو الگ الگ کرنا"۔ امام بخاری اس باب کے تحت یہ تعلیق لائے ہیں کہ وَيُذْكَرُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُه[22] ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے قدموں کو وضوء کردہ اعضاء کے خشک ہونے کے بعد دھویا، علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس تعلیق کی اصل روایت یہ ہے، حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے بازار میں غسل کیا، اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا۔ اسی طرح اگر امام بخاریؒ اپنی سَند کے ساتھ تعلیقات کو مکرر ذکر کرتے ہیں تو علامہ سعیدیؒ اس کا حوالہ مکمل طور پر بیان کر دیتے ہیں کہ یہ تعلیق امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کہاں کہاں بیان کی ہے مثلاً بَابُ ذِكْرِ العِشَاءِ وَالعَتَمَةِ، وَمَنْ رَاه وَاسِعًا "العشاء والعتمة کا ذکر کرنا اور جس کے نزدیک ان دونوں کے ذکر کی گنجائش ہے" اس باب کے تحت امام بخاریؒ نے ایک تعلیق کا ذکر کیا ہے کہ وقال ابن عمر، وابو ایوب، و ابن عباس رضی الله عنهم صلیٰ النبی ﷺ المغرب والعشاء[23] ابن عمر، ابو ایوب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تعلیق کو امام بخاری نے صحیح البخاری:1673 میں اپنی سَند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حضرت ابو ایوب کی تعلیق کو صحیح البخاری:1674 میں اپنی سَند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس کی تعلیق کو صحیح البخاری 543 میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔[24] بسا اوقات علامہ سعیدیؒ نے امام بخاریؒ کی بیان کردہ تعلیقات کو بیان کرتے ہوئے جہاں اس تعلیق کی اصل روایت مذکور ہے، اس کا صرف حوالہ بیان کر دیتے ہیں مثلاً کتاب العیدین کا باب:12 کے تحت امام بخاریؒ نے تعلیق بیان کی ہے کہ :

وکان ابن عمر یکبر بمنی تلك الایام وخلف الصّلوات ، وعلیٰ فراشه وفی فسطاطه ومجلسه وممشاة، تلك الایام جمیعاً[25] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ان ایّام میں نمازوں کے بعد تکبیر پڑھتے تھے اور اپنے بستر پر اور اپنے خیمے میں اور اپنی مسجد میں اور اپنے راستوں میں ان تمام ایّام میں تکبیر پڑھتے تھے۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس تعلیق کی اصل روایت سنن بیہقی ج 3 ص 312 میں موجود ہے۔[26] اگر امام بخاریؒ بغیر کسی مقصد کے تعلیق ذکر کر دیتے ہیں تو علامہ سعیدیؒ اس کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً امام بخاریؒ نے کتاب الصلوٰۃ، باب: 11 کے تحت یہ تعلیق بیان کی ہے کہ: وقال زید بن ثابت انزل الله علیٰ رسوله صلی اللہ علیہ وسلم وفخذه علیٰ فخذی، فقلت علیّ، حتّٰی خفت ان ترضّ فخذی[27] اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا اور آپ کی ران میری ران کے اوپر تھی، وہ مجھ پر اتنی وزنی اور بھاری ہو گئی کہ مجھے خطرہ تھا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ران شرم گاہ ہے اور نہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ ران شرم گاہ نہیں ہے اگر رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت دونوں کی رانوں پر کپڑا نہ ہوتا اور دونوں کی رانیں برہنہ ہوتیں اور آپ ﷺ کی ران حضرت زید بن ثابت کی ران پر ہوتی تو پھر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا کہ ران شرم گاہ نہیں ہے لیکن اس حدیث میں اس طرح مذکور نہیں ہے پھر امام بخاریؒ نے اس تعلیق کو کس مقصد سے ذکر کیا ہے یہ واضح نہیں ہے۔[28]

4۔ حدیث کی باب سے مناسبت

علامہ سعیدیؒ روایات کی باب سے مطابقت اور مناسبت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مناسبت جس لفظ یا جملہ میں ہو، آپ اسے ذکر کرتے ہیں، مثلاً صحیح بخاری میں کتاب کفارات الایمان کے تحت باب: 5 کا عنوان ہے صاع المدینة ومد النبی وبرکته وما توارث اهل المدینة من ذالك قرناً بعد قرن۔ مدینہ منورہ کا صاع (چار کلو گرام) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُد (ایک کلو گرام) اور اس کی برکت، اور بعد میں اہل مدینہ کو یہ صاع اور مُد جو نسل در نسل ملا، اس کا بیان'' اس کے تحت حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کان الصّاع علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مُدّاً وثلثاً بمُدّکم الیوم فَزِید فیه فی زمن عمر بن عبد العزیز[29] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صاع کا پیمانہ آج کل کے مُد کے اعتبار سے ایک مُد اور تہائی مُد کے برابر تھا، پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس میں اضافہ کیا گیا، علامہ سعیدیؒ اس کے ساتھ حدیث کی مطابقت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ظاہر ہے، کیونکہ باب کے عنوان میں اہل مدینہ کے صاع اور مُد کا ذکر ہے اور اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صاع کا پیمانہ آج کل کے ایک مُد اور تہائی کے برابر تھا۔[30] اسی طرح اگر روایت کی باب سے مناسبت نہ ہو تو آپ اسے بھی بیان کر دیتے ہیں، مثلاً صحیح بخاری میں کتاب کفارات الایمان کے تحت باب: 4 کا عنوان ہے یعطی فی الکفارة عشرة مساکین قریباً کان او بعیداً کفارہ میں دس مسکینوں کو دے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہوں، اس کے تحت صحیح بخاری کی حدیث: 6711 درج ذیل ہے کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس اس نے کہا کہ میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے روزہ میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم آزاد کرنے کے لئے غلام پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا میں نہیں کر سکتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق (بڑا ٹوکرا) آیا جس میں کھجوریں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ لے جاؤ اور ان کو صدقہ کر دو، پس

اس نے کہا کیا ہم سے بھی زیادہ محتاج پر؟ مدینہ کی دو سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج تو کوئی ہے نہیں، پھر آپ ؐ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔[31] علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی باب کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں کیونکہ باب کے عنوان میں دس مسکینوں کے کفارہ کا ذکر ہے اور باب کی حدیث میں رمضان کے روزے میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کے کفارہ کا ذکر ہے اور اس کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے نہ دس مسکینوں کو نیز اس باب کے عنوان میں مذکور ہے کہ خواہ وہ مساکین اس کے قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے رشتہ دار ہوں، اور حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد کو کھجوروں کا ٹوکرا دے کر فرمایا کہ یہ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ، اور اس کو کفارہ پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ کفارہ کا طعام اپنے گھر والوں کو کھلانا جائز نہیں ہے، اس سے واضح ہوا کہ حدیث میں کفارہ کا ذکر نہیں ہے تو پھر امام بخاریؒ کا عنوان میں یہ لکھنا کہ کفارہ میں دس مسکینوں کو دے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہوں، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس باب کی حدیث میں تو کفارہ کا ذکر ہی نہیں ہے، لہٰذا امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب کے تحت کیوں ذکر کیا اس کی وجہ وہ خود ہی جانتے ہوں گے۔[32]

5۔ حدیث کے مفردات کی تحقیق

علامہ سعیدیؒ روایت کا ترجمہ و توضیح اور مشکل الفاظ کی لغوی، اصطلاحی اور روایت میں موجود اجنبی اور مشکل الفاظ کی شرح بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب الاذان، باب الجہر بقراءۃ صلوٰۃ الصبح نماز فجر میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا، اس کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے، جس میں ہے: انطلق النبی ﷺ فی طائفۃ من اصحابہ، عامدین الیٰ سوق عکاظ، وقدحیل بین الشیاطین وبین خبر السماء وارسلت علیھم الشھب[33] نبی ﷺ اصحاب کی جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار کا ارادہ کر کے روانہ ہوئے اور ان دنوں آسمان کی خبر اور شیاطین کے درمیان کوئی چیز حائل ہو چکی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے گئے تھے، حدیث میں ''عکاظ'' کا لفظ ہے علامہ سعیدیؒ نے عکاظ کا لغوی، عرفی اور اس کا محل وقوع بھی بیان کیا ہے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں عکاظ کے بازار کا لفظ ہے، یہ عرب کے بازار کا نام ہے، عرب اس بازار میں ہر سال جمع ہوتے تھے اور اپنے فخر کا اظہار کرتے تھے، شعراء اس میں آکر اپنا تازہ کلام سناتے تھے۔ بعض نے کہا ''عکظ'' کا معنیٰ ہے کسی جگہ ٹھہر کر باہم مشورہ کرنا وغیرہ۔[34] لغوی معنیٰ کو بیان کرنے کے بعد بسا اوقات علامہ سعیدیؒ روایت میں موجود لفظ کی مناسبت سے قرآن کی آیت بھی بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح مذکورہ روایت میں شھاب ثاقب کا لفظ ہے۔ علامہ سعیدیؒ نے پہلے اس کا لغوی معنیٰ بیان کیا ہے پھر اس کے تحت سورہ الجن کی آیت 8 کو لکھا ہے مثلاً: اس حدیث میں شھاب کا ذکر ہے وہ آگ کا چمک دار شعلہ ہے گویا کہ ایک ستارہ ٹوٹا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے بھی شیاطین پر آگ کے گولے مارے جاتے تھے یا نہیں، قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنٰھَا مُلِئَتْ حَرَساً شَدِیداً وَّشُھباً[35] ''(جنات نے کہا) ہم نے آسمان کو چھو کر دیکھا تو ہم نے اس کو سخت محافظوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔'' اس کے بعد علامہ سعیدیؒ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جنات کے وفد کے آنے کی تاریخ، جنات کی پیدائش، ان کی موت، ان کی جزاء و سزا اور رسول اللہ ﷺ جنات اور انسانوں کے رسول ہیں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے کتب لغت سے اس لفظ کے معنیٰ کی مزید تفصیل اور اس کے محل وقوع کی تحقیق کی ہے۔ اس طرح الفاظ کی لغوی تشریح کے ساتھ ساتھ گرامر کے

لحاظ سے بھی الفاظ کی شرح ملتی ہے۔[36]

6۔غریب الحدیث کی شرح

غریب الحدیث، حدیث کے ان الفاظ کو کہتے ہیں جو مشکل ہوں اور جو تشریح کے محتاج ہیں۔ غریب عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے اجنبی۔ اس لئے غریب الحدیث احادیث میں وارد ایسے الفاظ کو کہتے ہیں جو قاری کے لئے اجنبی ہوں اور جس کا معنیٰ اس پر واضح نہ ہو۔ ایسے الفاظ کی وضاحت کے لئے احادیث کی لغات تیار کی گئی ہیں، جن میں حدیث کے مشکل الفاظ کے معانی بیان کیے گئے ہیں۔ علامہ سعیدیؒ دوران شرح ایسے الفاظ کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری میں کتاب العلم کے تحت بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ استاد شاگردوں کی جب کوئی ناگوار بات دیکھے تو وعظ کرے اور تعلیم دیتے وقت ان پر خفا ہونا، اس کے تحت ایک روایت ہے کہ ان النبي ﷺ سالہ رجل عن اللقطة؟ فقال: اعرف وكاءها، او قال: وعاءها وعفاصها، ثم عرفها سنة، ثم استمتع بها[37] ایک شخص (عمیر یا بلال) نے رسول اللہ ﷺ سے پڑی ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کی بندھن پہچان لے یا فرمایا کہ اس کا برتن اور تھیلی) پہچان لے (پھر ایک سال تک اس کی شناخت) کا اعلان (کراؤ پھر) اس کا مالک نہ ملے تو (اس سے فائدہ اٹھاؤ)۔ علامہ سعیدیؒ اس روایت میں مذکور الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں "لقطہ" کا ذکر ہے، اس کا معنیٰ ہے: راستہ میں پڑی ہوئی چیز، التقاط کا معنیٰ ہے: بغیر طلب کے کسی چیز کا ملنا۔ اور اس حدیث میں "وکاء" کا لفظ ہے، اس کا معنیٰ ہے: وہ ڈوری جس سے تھیلی کا منہ باندھتے ہیں۔ اور اس میں "وعاء" کا لفظ ہے، اس کا معنیٰ ہے: ظرف، برتن، تھیلی، بٹوا یا پرس اور اس میں "عفاص" کا لفظ ہے، اس کا معنیٰ ہے: ظرف کا مادہ (یعنی جس چیز سے برتن یا تھیلی بنی ہوئی ہو) جیسے چمڑا یا وہ ڈوری جس سے تھیلی کا منہ باندھا جائے۔[38] بسا اوقات اگر روایت میں موجود کوئی معروف لفظ بھی ہو تو آپ اس کا معنیٰ، مادہ اصلی اور وزن بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[39] میرے نام (محمد اور احمد) پر نام رکھو مگر میری کنیت (ابو القاسم) پر کنیت نہ رکھو۔ اور یقین کرو جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے یقینا مجھ ہی کو دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں شیطان کا ذکر ہے، اس کا مادہ شیط ہے اور اس کا وزن فعلان ہے اور اس کا معنیٰ ہے: ہلاک ہونے والا یعنی اللہ کے غضب میں اور یا اس کا مادہ شطن ہے اور اس کا وزن فیعال ہے اور اس کا معنیٰ ہے: دور ہونے والا یعنی اللہ کی رحمت سے۔[40]

7۔رفع تعارض

دو احادیث جو بظاہر ایک دوسرے کے متعارض ہوں، ان کو مختلف الحدیث کہا جاتا ہے۔ باہم متعارض احادیث ہونے کی صورت میں علامہ سعیدیؒ ان میں تطبیق دیتے ہیں، مثلاً صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی مسجد السوق[41] بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا، امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صلوٰۃ الجمیع تزید علیٰ صلوٰتہ فی بیتہ وصلوتہ فی سوقہ خمسا وّعشرین درجۃ[42] جماعت کے ساتھ نماز، کسی شخص کی اپنے گھر میں نماز اور اس کی بازار میں نماز پر پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح

باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ نماز باجماعت کی فضیلت میں امام بخاریؒ نے ایک روایت درج کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وّعشرین درجۃ[43] جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں تنہا نماز پڑھنے پر ستائیس درجہ فضیلت ہے۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا پچیس درجہ افضلیت رکھتا ہے جب کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ستائیس درجہ فضیلت بیان کی گئی ہے، آپ نے ان احادیث میں تعارض کو دور کرنے کے لیے تطبیق کی سات توجیہات بیان کی ہیں، اس کے بعد آپ نے تین شروح کے حوالے سے تطبیق کی توجیہات بیان کی ہیں، آپ نے صرف ان کی توجیہات بیان ہیں۔ پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ اصل بات وہی ہے جو علامہ توریشی نے کہی ہے کہ اس کا حقیقی علم علوم نبوت کی طرف راجع ہے۔[44] اسی طرح امام بخاری نے روایت درج کی ہے کہ شبك النبی ﷺ اصابعہ[45] نبی ﷺ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں۔ جبکہ مصنّف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو تو وہ تشبیک نہ کرے۔[46] رسول اللہ ﷺ سے تشبیک (دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھنا) ثابت ہے، جب کہ دیگر کچھ احادیث میں ممانعت بھی ہے۔ اس تعارض کو دور کرنے کے لیے علامہ سعیدیؒ نے پہلے تشبیک کی ممانعت میں گیارہ احادیث مکمل حوالہ جات کے ساتھ بیان کی ہیں، اس کے بعد ان متعارض احادیث میں تطبیق کی توجیہات "فتح الباری" کے حوالے سے بیان کی ہیں، اس کے بعد آپ نے تشبیک کی ممانعت کے اسباب بیان کیے ہیں۔[47]

8۔ حدیث کی شرح بذریعہ آیات قرآنی

آپؒ اکثر جگہوں پر روایات کی توضیح و تشریح قرآن کی آیات بیّنات سے فرماتے ہیں، مثال کے طور پر صحیح بخاری، کتاب الاذان کا باب ہے من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ و فضل المساجد[48] جو مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا اور مساجد کی فضیلت، اس کے تحت امام بخاریؒ نے ایک روایت درج کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا رجل طلبتہ امرأۃ ذات منصب وجمال ، فقال انّی أخاف اللہ[49] وہ شخص جس کو کوئی خوبصورت اور اقتدار والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ شخص کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ علامہ سعیدیؒ اس کی شرح میں لکھتے کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ "وہ شخص جسے کوئی خوبصورت اور مقتدر عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ شخص اس سے کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اس حدیث میں اللہ سے ڈرنے کی فضیلت بیان ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے گناہوں کے ترک کرنے کا بیان ہے"۔[50] اس کی وضاحت میں قرآن مجید کی آیات بیان کرتے ہیں کہ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى[51] "اور رہا وہ شخص جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اس نے نفس کو خواہش پوری کرنے سے روکا جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے"۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ[52] "اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اس کے لیے دو جنتیں ہیں"۔ اسی طرح کتاب الجھاد والسیر، باب: 86 کا عنوان ہے استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب جہاد میں کمزوروں اور نیک لوگوں (کی دعا) سے مدد حاصل کرنا، اس کے تحت روایت بخاری ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ھل تنصرون و ترزقون الّا بضعفائکم[53] صرف کمزور لوگوں (کی دعا کے سبب سے ہی) تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے، علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور صالحین کے سبب سے کفار اور فساق پر ہونے والے عذاب کو دور کر دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو عذاب سے زمین تباہ ہو جاتی، اس کی تصدیق ان آیات میں ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ[54] اور اللہ (کے شایانِ شان) نہیں کہ ان کافروں کو عذاب دے جبکہ آپ ﷺ ان میں موجود ہیں۔ دوسری آیت یہ بیان کی ہے لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ

كَفَرُوا مِنهُم عَذَاباً اَلِيماً[55] اور اگر وہ ایمان والے وہاں سے نکل جاتے تو ہم ان (مکہ والوں میں سے) کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ نے گاؤں والوں کی ایک گرتی ہوئی دیوار بنا دی حالانکہ ان لوگوں نے ان کی میزبانی اور ضیافت سے انکار کیا کر دیا تھا اور دیوار بنانے کی اُجرت بھی نہیں لی، حضرت خضر نے اس کی یوں وجہ بیان کی وَاَمّا الجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَينِ يَتِيمَينِ فِي المَدِينَةِ وَكَانَ تَحتَه كَنز لَّهُمَا وكَانَ اَبُوهُمَا صَالِحاً[56] اور رہی دیوار تو وہ شہر والوں میں رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔

9۔حدیث کی شرح بذریعہ احادیث

علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ شرح کرتے ہوئے بکثرت روایات بیان کرتے ہیں، آپؒ جس روایت کی تشریح کر رہے ہوتے ہیں، اس کی موافقت اور تائید میں مزید روایات کو درج کرتے ہیں، مثلاً امام بخاریؒ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انه سمع حسّان بن ثابت يستشهد ابا هريرة انشدك الله ،هل سمعت النبیﷺيقول يا حسّان، اجب عن رسول اللهﷺ، اللهم ايده بروح القدس قال ابوهريرة نعم[57] علامہ سعیدیؒ نے مذکورہ روایت کی تفصیل اور تائید میں ان احادیث کو بیان کا کیا جن میں مسجد میں اشعار کا پڑھنا جائز ہے اور جن اشعار کا پڑھنا جائز نہیں ہے، کس قسم کے اشعار کا بنانا اور پڑھنا جائز ہے اور کسی قسم کے اشعار کا بنانا اور پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علامہ سعیدیؒ نے اس کی شرح میں تقریباً پندرہ احادیث بیان کی ہیں۔[58] اسی طرح اکثر مقامات پر حدیث میں جس چیز کا بیان ہو، تو آپ اس کی فضیلت میں دیگر احادیث بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر صحیح بخاری، کتاب الاذان باب فضل التاذین اذان دینے کی فضیلت، آپ نے اس کی شرح میں اذان کی فضیلت احادیث کی روشنی میں بیان کی ہے، علامہ سعیدی نے اس کی شرح تقریباً چودہ روایات بحوالہ درج کیں ہیں۔[59] اسی طرح کتاب التیمّم، باب:3 ہے جس کا عنوان ہے التّيمّم في الحضر اذا لم يجد الماء و خاف فوت الصّلوٰۃ شہر میں تیمّم کرنا، جب کوئی شخص پانی نہ پائے اور نماز کے قضاء ہونے کا خوف ہو، اس کے تحت روایت ہے کہ اقبل النبی ﷺمن نحو بئرجمل، فلقيه رجل فسلّم عليه، فلم يردّ عليه النبیﷺحتیٰ اقبل على الجدار فمسح بوجهه و يديه، ثم ردّ عليه السلام[60] نبی ﷺ بئر جمل کی طرف سے آئے ایک شخص نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو سلام کیا، نبی ﷺ نے اس کو جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ آپ دیوار کے پاس آئے اور آپ نے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس کی تائید میں علامہ سعیدی نے چھ روایات درج کیں۔

10۔مذاہب اربعہ کی وضاحت

علامہ سعیدیؒ نے اختلافی مسائل کی تشریح و توضیح اور ان کے احکامات کا استخراج فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں کرتے ہیں، آپؒ ہر امام کا موقف ان کی اپنی کتب سے بیان کرتے ہیں، اس سے بات مستند اور قابل حجت بھی ہو جاتی ہے، بسا اوقات باب کی وضاحت اور اس میں مسائل کا استنباط کرتے ہوئے آپ مذاہب ائمہ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری، کتاب الوضوء میں باب:81 کا عنوان ہے لا يجوز الوضوء بالنبيذ ولا بالمسكر نبیذ اور نشہ آور مشروب کے ساتھ وضوء کرنا جائز نہیں ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے نبیذ کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور اس کو نشہ اور مشروب میں شامل نہیں کیا ہے کیونکہ نبیذ کے ساتھ وضوء کرنا مختلف فیہ ہے، اگر نبیذ نشہ آور نہ ہو لیکن ایک دو دن پڑے رہنے سے

گاڑھا ہو جائے اور اس کے بہنے سے سر در آئے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے وضوء کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر یہ گاڑھا نہ ہو صرف اس میں مٹھاس ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے بلا کراہت وضوء کرنا جائز ہے اور اگر یہ نشہ آور ہو تو اس امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک وضوء کرنا حرام ہے۔[61] اس مسئلہ کی تحقیق علامہ سعیدیؒ نے مذاہب اربعہ کی روشنی میں کی ہے۔پہلے نبیذ کی تعریف، کس حالت میں یہ نشہ آور ہو جاتی ہے اور نبیذ کس حالت میں حرام ہے اور کس حالت میں یہ جائز ہے، فقہائے احناف، فقہائے حنابلہ، فقہائے شافعیہ اور فقہائے مالکیہ کی عبارت سے الگ الگ بیان کی ہے، علامہ سعیدیؒ نے نبیذ کی حقیقت واضح کرنے کے بعد اس سے وضو کے حکم کو ائمہ اربعہ کے اقوال اور تصریحات کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ الگ الگ ان کے مذاہب کی کتب سے واضح کیا ہے۔ یہ تمام تفصیل تقریباً سات صفحات پر مشتمل ہے۔[62] اسی طرح بسا اوقات روایات کی شرح میں ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت کرتے ہیں مثلاً صحیح بخاری میں ایک طویل روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ فلا باس ان یکون الامام اعلیٰ من الناس[63] کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ امام لوگوں سے بلند ہو، علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی، آپ اونچی جگہ پر کھڑے تھے اور مقتدی آپ سے نیچے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے امام کے مقتدیوں سے بلند جگہ پر نماز پڑھانے میں فقہائے مالکیہ، فقہائے حنبلیہ، فقہائے شافعیہ اور فقہائے احناف کا موقف الگ الگ ان مذاہب کی کتب سے بیان کیا ہے۔[64] اسی طرح بعض اوقات کسی مسئلہ میں ائمہ اربعہ کے موقف کو بیان کرنے کے بعد احناف کی ترجیح کو ثابت کرتے ہیں مثلاً صحیح بخاری کی روایت ہے: امر النبی ﷺ بزکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر، او صاعاً من شعیر[65] نبی ﷺ نے صدقہ فطر چار کلو گرام کھجور دینے کا حکم دیا یا چار کلو جو دینے کا حکم دیا، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صدقہ فطر دو کلو گرام گندم ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار کلو گرام ہے۔ علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حدیث میں چار کلو طعام کا ذکر ہے اس سے ائمہ ثلاثہ کا گندم مراد لینا بلا دلیل ہے، ثانیاً جن روایات میں طعام کی جگہ گندم یا آٹے کا ذکر ہے امام ابو داؤد نے ان کو راوی کا وہم قرار دیا ہے لہٰذا احادیث سے صدقہ فطر میں چار کلو گندم کی مقدار ثابت نہیں ہے۔ اس کے آپ نے تقریباً سترہ روایات احناف کے موقف کی تائید میں درج کی ہیں۔[66]

11۔ تسامحات کی نشاندہی

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری'' میں علامہ سعیدی نے متاخرین اور متقدمین شارحین حدیث کے تسامح یعنی ''بھولنا'' کو واضح کیا ہے۔ کہیں مکرر احادیث کے گننے میں گرفت کی ہے تو کہیں پر مسائل میں تسامح پر گرفت کی ہے۔ امام بخاریؒ کے تسامحات کی بھی نشان دہی کی ہے اور شارحینِ حدیث میں جن کے تسامح کو علامہ سعیدیؒ نے واضح کیا ہے۔ ان میں بالخصوص علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ بدرالدین عینیؒ، اور متاخرین میں علامہ شیخ اشرف علی تھانویؒ کے علاوہ دیگر شارحین کے بھولنے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری کے وہ چند مقامات پیش خدمت ہیں۔ امام بخاریؒ اور صحیح بخاری کے بارے میں علامہ سعیدی کا تبصرہ ہے کہ امام بخاریؒ بھی اپنے تمام تر علمی اور فنی کمالات کے باوجود انسان اور بشر تھے، اس لئے ''صحیح بخاری'' کی تصنیف میں ان سے سہو، نسیان اور تسامح کا واقع ہو جانا کوئی امر مستبعد نہیں ہے اس کے برخلاف بعض وہ حضرات جو ''صحیح بخاری'' کو حرف آخر قرار دیتے ہیں، ان کی رائے ہے کہ ''صحیح بخاری'' میں مندرج ہر حدیث صحیح ہے اور سند اور متن کے بیان میں ان سے کسی جگہ غلطی نہیں ہوئی۔ ہماری رائے ان لوگوں سے بہر حال مختلف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ''صحیح بخاری'' میں

دیگر تمام کتب حدیث کی بہ نسبت سب سے زیادہ صحیح احادیث ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اس میں مندرج کوئی حدیث بھی ضعیف نہیں ہے۔ ''صحیح بخاری'' میں ایسے راویوں کی تعداد کافی زیادہ ہے، جو جہمی، قدری، رافضی یا مرجۂ عقائد کے حامل تھے، اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسے راوی بھی ہیں جو منکر الحدیث، واہی اور وہمی تھے۔[67] علامہ سعیدیؒ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے تسامحات کی نشان دہی کرتے ہیں مثلاً وہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے بھول جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی شرح فلاں جگہ آئے گی لیکن وہاں شرح میں کچھ بھی نہیں لکھتے علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا طریقہ یہ ہے کہ جو حدیث صحیح بخاری میں متعدد بار آتی ہے، وہ اس حدیث کی مختصر شرح کرنے کے بعد لکھ دیتے ہیں کہ ہم اس حدیث کی مفصّل شرح فلاں باب میں کریں گے، لیکن بعض اوقات وہ بھول جاتے ہیں اور جس باب کا وہ حوالہ دیتے ہیں، اس باب میں اس کی شرح بالکل نہیں کرتے یا بالکل سرسری کرتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ا ص 658 میں صحیح بخاری: 114 حدیث قرطاس کی شرح میں لکھا ہے کہ ان شاء اللہ اس کی تفصیلی بحث ''کتاب الاعتصام'' میں آئے گی، یہ حدیث ''کتاب الاعتصام'' میں حدیث نمبر 7366 پر درج ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے جلد 8 ص 484 پر تفصیلی بحث نہیں کی، اسی طرح حافظ ابن حجر نے صحیح بخاری: 221، مسجد میں اعرابی کے پیشاب کرنے کی حدیث کی شرح میں لکھا کہ ان شاء اللہ اس حدیث کے باقی فوائد ''کتاب الادب'' میں لکھے جائیں گے۔ کتاب الادب میں اس حدیث کا نمبر 6045 ہے، وہاں حافظ ابن حجر نے لکھ دیا ہے کہ اس کی شرح ''کتاب الطھارۃ'' میں گزر چکی ہے اور اس کے بقیہ فوائد نہیں لکھے، البتہ ''کتاب الادب'' میں اس حدیث میں ''لا تزرموہ'' کا لفظ ہے، جو ''کتاب الطہارت'' میں نہیں تھا، اس کا معنٰی انہوں نے ''لا تقطعوا'' لکھا ہے۔[68] اسی طرح دیگر شارحینِ حدیث کے تسامحات کی بھی نشان دہی کرتے ہیں۔

12۔ معروضی اسلوب

ہر مصنف کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے جو اس کے طرزِ نگارش کا آئینہ دار ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنے اسی طرز اور اسلوب کی وجہ سے دوسرے لکھنے والوں سے ممتاز نظر آتا ہے، اس امتیازی حیثیت میں بہت سارے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ علامہ سعیدیؒ سب سے پہلے قرآن وحدیث، اس کے بعد نظائر صحابہ وتابعین، ائمہ محدثین کی تصریحات اور پھر فقہاء کی بات سے استدلال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے دوران شرح کئی ایسے مقامات ہیں جن سے رجوع کیا ہے مثلاً علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے بعض مسائل میں اپنے شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال کی طرف رجوع کر لیا، اسی طرح امام مالکؒ نے بعض مسائل میں رجوع کر لیا، امام شافعیؒ کے تقریباً ہر مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک قول قدیم اور ایک قول جدید، قول جدید میں قول قدیم سے رجوع فرمالیا ہے، اسی طرح امام احمدؒ کے بھی تقریباً ہر مسئلہ میں دو قول ہیں اور بعد کے قول میں پہلے قول سے رجوع فرمالیا ہے، سو میں نے بھی بعض مسائل میں رجوع کر کے اپنے دامن کو ان نفوس قدسیہ کے مقدس دامن کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور اپنے عجز وانکسار اور للٰہیت کو واضح کیا ہے، کیونکہ وہی شخص کسی مسئلہ میں رجوع نہیں کرتا جو اپنے آپ کو ہمہ دان اور غلطیوں سے مبرّا اور منزہ جانتا ہے اور ہر قسم کی خطاء سے پاک ہونا تو صرف اللہ عزّوجل کی صفت ہے اور عصمت تو صرف نبی ﷺ کا خاصہ ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ الحمد للہ رب العٰلمین! میں نے شرح صحیح مسلم کی بارہ اور تبیان القرآن کی تین عبارات سے رجوع کر لیا ہے۔[69]

13۔ تخریج احادیث

علامہ سعیدیؒ صحیح بخاری کی تمام احادیث کی مکمل تخریج کرتے ہیں۔ تخریج کرنے میں آپ کا انداز یہ ہے کہ آپ صحیح بخاری کی احادیث اگر صحاح ستہ میں ہوں تو سب سے پہلے ان مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں، اس کے بعد دیگر کتب حدیث سے تخریج کرتے ہیں۔ تخریج میں علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ چونکہ جدید نسخوں میں احادیث کو باقاعدہ نمبرز بھی لگائے گئے ہیں، اس لئے آپ کتاب اور باب کے بعد حدیث کا نمبر بھی ذکر کرتے ہیں۔ وہ حدیث کس کس کتاب میں موجود ہے ان تمام کتب حدیث کے نام، ان کا حدیث نمبر اور اشاعتی ادارے کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ دیگر شروح یا کتب سے حوالہ جات نقل کرتے ہیں تو ان میں بیان کردہ احادیث کی مکمل تخریج کر دیتے ہیں، اپنے اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ قدیم مصنّفین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ احادیث ذکر کر دیتے تھے اور اس کی تخریج نہیں کرتے تھے اور ہم اپنی تصانیف میں بالعموم ان احادیث کی تخریج کر دیتے ہیں، سو ہم نے یہاں بھی علامہ ابن بطاّل کی ذکر کردہ احادیث کی تخریج کر دی ہے۔[70]

14۔ذاتی تحقیق اور تبصرہ

علامہ سعیدیؒ کا اسلوب یہ بھی ہے کہ آپ روایات بخاری کی تشریح وتوضیح مختلف شروحاتِ حدیث، کتب فقہ اور کتب احادیث سے کرنے کے بعد اپنی رائے اور تحقیق پیش کرتے ہیں، بسا اوقات آپ تائید اور تردید کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں تو بعض اوقات استدلالی، تجزیاتی، علمی، داعیانہ وناصحانہ، عقلی اور عام فہم اسلوب استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری، کتاب التوحید کے باب:37 کا عنوان ہے ماجافی قولہٖ تعالیٰ: وکلّم الله موسیٰ تکلیماً[71] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ نے موسیٰ سے (بلاواسطہ) بہ کثرت کلام فرمایا، اس کے تحت سفر معراج کے بارے میں ایک طویل روایت ہے اس کی شرح میں آپ نے تقریباً چودہ صفحات پر مشتمل عمیق بحث کی ہے آخر میں علامہ سعیدی اس پر عقلی انداز میں اپنا موقف دیتے ہیں کہ قران میں عبد کو معراج کروانے کا ذکر ہے اور عبد روح مع الجسد کو کہتے ہیں صرف روح کو عربی میں عبد نہیں کہا جاتا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو جسمانی معراج کروائی گئی نیز احادیثِ صحیحہ میں جو شبِ معراج کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں ان سب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی مثلاً جب مسجد حرام سے آپ کو مسجد اقصیٰ لے جایا گیا تو براق پر سوار کرایا گیا تو براق پر سوار ہونا اس کو مستلزم ہے کہ آپ کا جسم مبارک براق پر سوار ہوا تھا ورنہ روح کو تو کہیں آنے جانے کے لئے سواری کی ضرورت نہیں ہوتی، نیز مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک جانے کے لئے ایک نورانی سیڑھی رکھ دی گئی تھی جس پر چڑھ کر آپ مسجد اقصیٰ سے پہلے آسمان اور پھر دوسرے آسمان تک گئے سو سیڑھی پر چڑھنے کی ضرورت بھی جسم کو ہوتی ہے روح کو کہیں آنے جانے کے لئے سیڑھی کی ضرورت نہیں ہوتی، نیز معراج کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر عرب کے قافلے والوں کا ایک اونٹ بدک کر بھاگا وہ اس اونٹ کو ڈھونڈنے کے لئے چلے گئے آپ نے ان کے اونٹ کے کجاوہ سے پانی نکال کر پیا اور پانی پینے کی ضرورت بھی جسم کو ہوتی ہے روح کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی، نیز یہ بھی احادیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے پار گئے تو آپ کو ایک آواز سنائی دی قف یا محمد فان ربك یصلّی. یصّلی کا لفظ صلوٰۃ سے موخوذ ہے اور صلوٰۃ کا معنیٰ نماز پڑھنا بھی ہے اور صلوٰۃ کا معنیٰ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا بھی ہے اس وقت آپ کا ذہن یصلی سے نماز پڑھنے کی طرف منتقل ہوا پھر آپ کو تعجب ہوا کہ رب کیسے نماز پڑھتا ہے !تو حضرت صدیق اکبر کے مشابہ

آواز آئی ان الله و ملائکته یصلون علی النبی تب آپ کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ یہاں یصلی کا معنٰی نماز پڑھنا نہیں بلکہ درود پڑھنا ہے، اس سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو تعجب ہوا تھا اور تعجب کا محل ذہن اور دماغ ہے اور ذہن اور دماغ جسم کا ہوتا ہے روح کا نہیں ہوتا، ان تمام قرائن سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم کو معراج ہوئی تھی اور جو شخص آپ کی معراجِ جسمانی کا قائل نہیں ہے اس پر یہ لازم آئے گا کہ وہ ان تمام احادیث کا انکار کر دے۔[72] اسی طرح استدلالی اسلوب کو اپناتے ہوئے آپ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کی سائنسی توجیہ کو بیان کیا ہے۔[73]

15۔ تفردات

تفرد کسی بھی شخصیت کی ایسی فکر یا رائے کو کہتے ہیں جس میں اس نے ما قبل لوگوں سے منفرد سوچ اور فکر پیش کی ہو، اس رائے پر دلائل کی روشنی میں اختلاف یا اتفاق بھی کیا جا سکتا ہے۔ علامہ سعیدیؒ کا یہ بھی اسلوب ہے کہ صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے بعض مقامات پر آپ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ اس روایت کی شرح میں میری رائے اور فکر کے مقابلے میں کسی دوسرے شارحِ حدیث نے ایسی شرح نہیں کی، اور یہ صرف میری فکر کا نتیجہ ہے۔ بسا اوقات اپنی اس منفرد رائے کو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمتوں میں شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ فکر میرے خصائص میں سے ہے۔ مثلاً صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی القبلة، ومن لایری الاعادة علیٰ من سها، فصلیٰ الیٰ غیر القبلة[74] قبلہ کے متعلق احادیث اور جس کا یہ نظریہ ہے کہ جس نے سہواً غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے، امام بخاری نے اس کے تحت ایک روایت درج کی ہے کہ اجتمع نساء النبی ﷺ فی الغیرۃ علیه[75] نبی ﷺ کی ازواج آپ کے خلاف غیرت میں اکٹھی ہو گئیں، اس کی شرح میں علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ غیرت کا معنٰی ہے: اپنے محبوب سے شدید محبت کی وجہ سے محبوب میں کسی کی شرکت کا ناگوار ہونا، حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ کو رسول اللہؐ سے شدید محبت تھی، رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پینے کی وجہ سے زیادہ ٹھہرتے تھے تو یہ ان کو ناگوار ہوتا اور انہوں نے آپ کو ان کے پاس روکنے کیلئے یہ حیلہ کیا کہ نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ نے مغافیر (گوند جسکی بو رسول اللہؐ کو ناپسند تھی) کھایا ہے؟[76] علامہ سعیدی نے اس کی شرح میں ان روایات کو بیان کیا جن میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پینے کا تذکرہ ہے۔ پھر آخر میں خود ہی اعتراض اٹھایا اور اس کا جواب بھی دیا، لکھتے ہیں کہ اگر اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ ازواجِ مطہرات نے نبی ﷺ سے جھوٹ بولا، اس کا جواب یہ ہے کہ جھوٹ تب ہوتا جب وہ آپ کو یہ خبر دیتیں کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، جبکہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا: کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ یہ آپ کے منہ سے کیسی بو آ رہی ہے؟ انہوں نے یہ بات سوالیہ انداز میں کہی اور حرف استفہام کو ذکر نہیں کیا، اور اس کو انہوں نے حیلہ سے تعبیر کیا، یعنی یہ آپ کو شہد پینے سے یا حضرت زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرنے سے روکنے کی خفیہ تدبیر تھی اور حیلہ کرنا جائز ہے، جیسے حضرت یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس روکنے کے لئے حیلہ کیا تھا، اسی لئے حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ نے یہ تدبیر اس لئے اختیار کی تاکہ وہ نبی ﷺ کو اپنے پاس زیادہ دیر تک ٹھہرا سکیں۔ اس مذکور بحث کو علامہ سعیدی نے اپنے خصائص میں شمار کیا ہے، اور دعوٰی کیا کہ کسی شرح میں یہ تفصیل نہیں ہے۔[77] نعمۃ الباری کے منہج و اسلوب کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ محدث، مفسر اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پختہ اور منجھے ہوئے مصنّف اور

محقق بھی ہیں، آپ دور جدید میں رائج تحقیق کے تمام اصولوں سے واقف ہیں اور انہی اصولوں کی بنیاد پر آپ نے یہ شرح لکھی ہے، آپ کی تحریر سادہ اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے علمی نکات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، آپ کے منہج کی یہ خوبی ہے کہ آپ ہر نقطہ پر اس قدر تفصیلی بحث کرتے ہیں اور دلائل کا اس قدر انبار لگا دیتے ہیں کہ قاری کو کسی قسم کی تشنگی اور شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی، تحقیق و تدقیق سے مزین آپ کے طرز اسلوب کی وجہ سے علمی اور تحقیقی دنیا میں اس شرح کو نمایاں مقام حاصل ہوا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرّم بن منظور افریقی (م 711ھ)، لسان العرب، نشر ادب الحوذہ، قم، ایران، ج1، ص383

[2] سعیدیؒ، علامہ غلام رسول (م 2016ء)، نعمۃ الباری، فرید بک سٹال 38۔ اردو بازار، لاہور، 2007ء، ج1، ص298

[3] الجوہری، اسماعیل بن حماد الجوہری (م 398ھ)، الصحاح، دار العلم للملایین، 1376ھ، ج2، ص494

[4] سعیدیؒ، علامہ غلام رسول (م 2016ء)، نعم الباری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء، ج11، ص63

[5] الواقعہ: 56:28

[6] ایضاً 56:63

[7] نعم الباری، ج11، ص63

[8] ایضاً، ج9، ص324

[9] بخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (م 256ھ)، صحیح بخاری، کتاب الخلع، باب: 12، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ

[10] نعم الباری، ج10، ص45

[11] ایضاً، ج10، ص48

[12] صحیح بخاری، کتاب القدر، باب: 3

[13] ابن ملقّن، علامہ ابو حفص عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی (م ۸۰۴ھ)، التوضیح شرح الجامع الصحیح، وزارت الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، قطر، 1429ھ، ج: 10، ص169

[14] ابن حجر، شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، شافعی (م 852ھ)، فتح الباری، دار المعرفہ، بیروت لبنان، 1426ھ، ج: 2، ص: 809

[15] نعم الباری، ج12، ص510

[16] بیہقی، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (م 458)، سنن بیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ، ج5، ص87

[17] نعمۃ الباری، ج4، ص83

[18] ایضاً، ج: 1، ص: 286

[19] ایضاً، ج4، ص332

[20] نعم الباری، ج14، ص421

[21] صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب: 10، حدیث: 265

[22] ایضاً، کتاب الغسل، باب:10، حدیث:265
[23] ایضاً، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب:20
[24] نعمۃ الباری، ج:2، ص:405
[25] صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب:12
[26] نعمۃ الباری، ج3، ص95
[27] صحیح بخاری، کتاب الصّلوٰۃ، باب:1
[28] نعمۃ الباری، ج2، ص95
[29] صحیح بخاری، کتاب کفارات الایمان، حدیث:6712
[30] نعم الباری، ج14، ص768
[31] صحیح بخاری، کتاب کفارات الایمان، حدیث:6711
[32] نعمۃ الباری، ج14، ص767
[33] صحیح بخاری، حدیث:773
[34] نعمۃ الباری، ج2، ص690
[35] الجن:72:8
[36] نعمۃ الباری، ج2، ص692
[37] صحیح بخاری، حدیث91
[38] نعمۃ الباری، ج1، ص376
[39] صحیح بخاری، حدیث:110
[40] نعمۃ الباری، ج1، ص426
[41] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب:87
[42] ایضاً، کتاب فضل صلوٰۃ الجماعۃ، حدیث:645
[43] ایضاً، کتاب فضل صلوٰۃ الجماعۃ، حدیث:650
[44] نعمۃ الباری، ج:2، ص:514
[45] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد، حدیث:489
[46] ابن ابی شیبہ، امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد (م235ھ)، مصنف ابن ابی شیبہ:4825، مجلس علمی، بیروت، 1427ھ
[47] نعمۃ الباری، ج:2، ص:694
[48] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب:36 حدیث:660

[49] ایضاً، حدیث:660

[50] نعمۃ الباری، ج:2، ص:532

[51] النازعات:79/40۔41

[52] الرحمٰن:55/46

[53] صحیح بخاری، حدیث:2896

[54] الانفال:8/33

[55] الفتح:48/25

[56] الکہف:18/82

[57] صحیح بخاری، کتاب الصّلوٰۃ، باب:68، حدیث453

[58] نعمۃ الباری، ج2، ص466

[59] نعمۃ الباری، ج2، ص466

[60] صحیح بخاری، حدیث:337

[61] نعمۃ الباری، ج1، ص708

[62] ایضاً، ج1، ص708

[63] صحیح بخاری، کتاب الصّلوٰۃ، باب:18، حدیث:377

[64] نعمۃ الباری، ج2، ص114

[65] صحیح بخاری، کتاب الزّکوٰۃ، باب:74، حدیث1507

[66] نعمۃ الباری، ج3، ص759

[67] ایضاً، ج1، ص94

[68] ایضاً، ج1، ص104

[69] ایضاً، ج1، ص836

[70] ایضاً، ج2، ص197

[71] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب:37

[72] نعم الباری، ج16، ص929

[73] نعمۃ الباری، ج1، ص359

[74] صحیح بخاری، کتاب الصلّوٰۃ، باب ماجاء فی القبلۃ

[75] ایضاً، کتاب الصلّوٰۃ، حدیث:402

[76] نعمۃ الباری، ج2، ص151

[77] ایضاً، ج2، ص153